اللہ کے تین اٹل فیصلے

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیِّ ؓ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : ((ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ : فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ فَاِنَّہٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَۃٍ ' وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَۃً صَبَرَ عَلَیْھَا اِلَّا زَادَہُ اللّٰہُ بِھَا عِزًّا ' وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھَا بَابَ فَقْرٍ ' وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُکُمْ فَاحْفَظُوْہُ ' فَقَالَ : اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِ نَفَرٍ : عَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَعِلْمًا فَھُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَیَصِلُ رَحِمَہٗ وَیَعْمَلُ لِلّٰہِ فِیْہِ بِحَقِّہٖ ' فَھٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ ' وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ ' یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ ' فَاَجْرُھُمَا سَوَاءٌ ' وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا فَھُوَ یَتَخَبَّطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَا یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَلَا یَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَلَا یَعْمَلُ فِیْہِ بِحَقٍّ ' فَھٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ ' وَعَبْدٍ لَمْ یَرْزُقْہُ اللّٰہُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَھُوَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ ' فَھُوَ نِیَّتُہٗ وَوِزْرُھُمَا سَوَاءٌ)) [رواہ الترمذی]

حضرت ابوکبشہ انماری ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں' اور ان کے علاوہ ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں' پس تم اس کو یاد کرلو! جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں وہ یہ ہیں: (۱) کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا' اور (۲) نہیں ظلم کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے' مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض بڑھادے گا اس کی عزت' اور (۳) نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال

کا دروازہ' مگر اللہ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ۔ اور جو بات میں ان کے علاوہ تم سے بیان کرنا چاہتا تھا' جس کو تمہیں یاد کر لینا اور یاد رکھنا چاہئے' وہ یہ ہے کہ دنیا چار قسم کے آدمیوں کے لئے ہے [یعنی دنیا میں چار قسم کے آدمی ہیں] (۱) وہ بندے جن کو اللہ نے مال دیا ہے' اور (صحیح طریق زندگی) کا علم بھی ان کو دیا ہے' پس وہ اس مال کے صرف و استعمال میں اللہ سے ڈرتے ہیں' اور اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتے ہیں' اور اس میں جو عمل اور تصرف کرنا چاہئے اللہ کی رضا کے لئے وہی کرتے ہیں۔ پس ایسے بندے سب سے افضل و اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ اور (۲) وہ بندے ہیں جن کو اللہ نے صحیح علم تو عطا فرمایا ہے' لیکن ان کو مال نہیں دیا' پس ان کی نیت صحیح اور سچی ہے' اور وہ اپنے دل و زبان سے کہتے ہیں کہ ہمیں مال مل جائے تو ہم بھی فلاں کی طرح اس کو کام میں لائیں' پس ان دونوں کا اجر برابر ہے۔ اور (۳) وہ لوگ ہیں' جن کو اللہ نے مال دیا' اور اس کے صرف و استعمال کا صحیح علم نہیں دیا' پس وہ نادانی کے ساتھ اور خدا سے بے خوف ہو کر اس مال کو اندھا دھند غلط راہوں پر خرچ کرتے ہیں' اس کے ذریعے صلہ رحمی نہیں کرتے' اور جس طرح اس کو صرف و استعمال کرنا چاہئے اس طرح نہیں کرتے' پس یہ لوگ سب سے بُرے مقام پر ہیں۔ اور (۴) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے مال بھی نہیں دیا اور صحیح علم بھی نہیں دیا' پس ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں مال مل جائے تو ہم بھی فلاں شخص کی طرح اور اسی کے طریقے پر صرف کریں۔ پس یہی ان کی نیت ہے اور ان دونوں گروہوں کا گناہ برابر ہے"۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی قسم کھا کر تین باتیں بتائی ہیں۔ آپؐ کی ذات تو وہ ہے کہ اعلانِ نبوت سے قبل بھی لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ آپؐ کی پوری زندگی صدق و صفا کی مظہر تھی۔ تو یہاں آپ ﷺ نے اپنی بات کو مؤکد کرنے کے لئے قسم کیوں کھائی ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ نظر آتی ہے کہ یہ تینوں باتیں مشاہدہ کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ اب عام آدمی تو مشاہدہ کے خلاف دکھائی دینے والی بات پر یقین کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ لہٰذا آپؐ نے قسم کے ساتھ ان باتوں کی سچائی واضح کر دی تاکہ جس شخص کو آپ ﷺ کے صدق پر یقین ہو وہ ان باتوں کو سچ جانے اور اس کے مطابق عمل کر کے آپؐ کے بتلائے ہوئے نتائج پر مطمئن ہو سکے۔ اگرچہ ذرا گہرا مشاہدہ بھی حضور اکرم ﷺ کی بات کی تصدیق ہی کرے گا۔

دیکھئے پہلی بات جس پر آپؐ نے قسم کھائی ہے یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے

مال میں کمی نہیں آتی۔ بظاہر تو خرچ کرنے سے مال کم ہوتا ہے' جس کے پاس ایک ہزار روپیہ ہو وہ اس میں سے ایک سو اللہ کی راہ میں دے دے تو اس کے پاس ۹۰۰ روپے باقی رہ جائیں گے۔تو دینے سے مال میں کمی تو سمجھ میں آ رہی ہے' مگر حدیث میں اس کی نفی کی جارہی ہے۔ تھوڑا سا غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے ہیں ان کا مال نہ تو کم ہوتا ہے اور نہ ختم ہوتا ہے' بلکہ سخی کبھی مفلس نہیں ہوتا۔ لگا تار خرچ کرنے کے باوجود وہ سخی ہی رہتا ہے۔تو یوں حضور ﷺ دراصل اللہ تعالیٰ کی عادت بیان فرمارہے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ مفلسی سے دور رکھتا ہے۔ اللہ پاک ان کی روزی میں برکت دیتا ہے اور ان کو خزانہ غیب سے یوں عطا کرتا ہے کہ خرچ کرنے والے کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔اس کی مثال دیکھنا ہو تو کسی بھی فیاض آدمی کے حالات کا جائزہ لے کر دیکھ لیجئے۔اللہ کے سچے کلام میں یہ آیت موجود ہے:

﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:۳)

''اور وہ اس کو روزی دیتا ہے جہاں سے اسے خیال بھی نہ ہو''۔

دوسری بات جس پر آپ ﷺ نے قسم کھائی ہے یہ ہے کہ جس شخص پر دنیا میں ظلم روا رکھا جائے اور وہ اس زیادتی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں۔ یہاں بھی سرسری طور پر دیکھا جائے تو بات خلافِ واقعہ معلوم ہوتی ہے' کیونکہ ظلم کی چکی میں تو کمزور اور بے سہارا لوگ ہی پستے ہیں ان کو مزید تنگ کر کے کمزور سے کمزور تر کیا جاتا ہے۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ اگر صبر کریں تو اللہ ان کی عزت کو بڑھاتا ہے۔دیکھئے مظلوم جو ظلم پر صبر کرتا ہے اس کی نگاہ ذاتِ باری تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ وہ بار بار اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا رد نہیں کرتا۔اس طرح صابر مظلوم کو خالق کائنات کا تقرب نصیب ہو جاتا ہے۔تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے حق کی خاطر ظلم و جبر برداشت کیا دنیا میں بھی واقعی ان کو عزت ملی' جبکہ بااثر خوشحال اور بااختیار ظالم کے حصے میں رسوائی کے سوا کچھ نہیں آیا۔ بلال ؓ پر امیہ ظلم کرتا تھا' بلال کو حینِ حیات وہ عزت ملی کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق ؓ انہیں سیدنا کہہ کر پکارتے تھے۔

تیسری بات جس پر آپ ﷺ نے قسم کھائی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص سوال کرنے اور مانگنے کی عادت اپنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر' مفلسی اور ناداری طاری کر دیتا ہے۔ یہاں بھی

بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جو سوال کرتا ہے' ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے مانگتا ہے اور لوگ اس کو دیتے ہیں اس کے پاس تو دولت جمع ہو جانی چاہئے مگر ایسا ہوتا نہیں' بلکہ ایسا شخص ہمیشہ سائل ہی رہتا ہے' اس کی ضروریات اور حاجات کبھی پوری نہیں ہوتیں بلکہ وہ در در کی خاک چھانتا اور ہر کہ و مہ کے آگے ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے۔ یوں وہ محتاج ہی رہتا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی اور کہا کہ اس کو ذہن میں محفوظ رکھ لیا جائے یہ ہے کہ دنیا میں مال اور عقل وفہم کے اعتبار سے لوگ چار قسم کے ہیں: اوّل وہ جن کو مال ملا ہے اور ساتھ صحیح طرزِ زندگی کا شعور بھی عطا ہوا ہے۔ ایسے لوگ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور مفلس اور نادار عزیز و اقارب کی خبر گیری بھی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تو سب سے اعلیٰ و افضل مرتبہ پر فائز ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو مال تو نہیں ملا مگر صحیح علم و شعور سے انہوں نے وافر حصہ پایا ہے۔ ایسے لوگ مال کی تمنا کرتے ہیں اور صحیح ارادے اور نیت کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی مال مل جائے تو ہم فلاں نیک بندے کی طرح اللہ کی رضا کے لئے خرچ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کا اجر مساوی ہے' یعنی اس بعد والے کو حسنِ نیت کی بدولت وہی اجر ملے گا جو نیک دل مالدار کو مال خرچ کرنے پر ملے گا۔

تیسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جن کو اللہ نے مال تو دیا لیکن خرچ کرنے کا سلیقہ نہیں دیا۔ ایسے لوگ نادانی کے ساتھ اللہ کی دی ہوئی دولت کو نام و نمود' نمائش اور فضول رسومات بلکہ خدا کی ناراضگی والے کاموں میں اندھا دھند خرچ کرتے ہیں' نہ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور نہ ہی مال کو دوسرے صحیح مصارف پر خرچ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ سب سے برے مقام پر ہیں۔

چوتھی قسم ایسے لوگوں کی ہے جن کو اللہ نے نہ تو مال دیا ہے نہ ہی شعورِ زندگی۔ ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ مال کی تمنا اس نیت اور ارادے کے ساتھ کرتے ہیں کہ اگر انہیں مال مل جائے تو فلاں شخص کی طرح عیش و عشرت کے سامان فراہم کریں گے اور فضول رسموں اور نمود و نمائش میں دوسروں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے لوگ اپنی بدنیتی کی وجہ سے ان لوگوں کے برابر ہیں جو مقام کے اعتبار سے بدترین لوگ ہیں۔

ooo